44

کشمیر کے مظلومین کی امداد کرو۔

(فرمودہ ۱۹۔ فروری ۱۹۳۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مجھے اس وقت دردِ سر کی شکایت ہے اس لئے زیادہ نہیں بول سکتا۔ نیز بعض ضروری ملاقاتوں کی وجہ سے جمعہ کی تیاری میں دیر ہو گئی اور وقت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ میں نے رمضان المبارک کے ایام میں دوستوں کو نصیحت کی تھی کہ جہاں اور امور کے لئے دعا کریں، وہاں کشمیر کے مسلمانوں کے لئے جو انتہائی تکلیف اور تعدی کے ہاتھوں میں گرفتار ہیں اور طاقت نہیں رکھتے کہ ظلم اور تعدی کا مقابلہ کر سکیں، دعائیں کریں۔ میں نے بتایا تھا کہ حکومتیں گو اپنے زور اور طاقت سے کام لیتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے بندوں کے لئے یہ قانون مقرر کیا ہے کہ امن سے رہیں اور فساد نہ کریں، وہاں ان کی تکالیف دور کرنے کے لئے راستے بھی رکھے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان سے بعید ہے کہ وہ یہ تو حکم دیتا کہ بعض مواقع پر ہاتھ نہ اٹھاؤ مگر ساتھ ہی تکالیف سے نجات پانے کا کوئی راستہ نہ رکھتا۔ ان راستوں میں سے ایک راستہ دعاؤں کا ہے۔ جب کوئی شخص مظلومیت کی حالت میں یا مظلوم کی حمایت کی حالت میں دعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ان دعاؤں کو سنتا ہے۔ مظلومینِ کشمیر کے لئے دعاؤں کا پہلا نتیجہ جو ظاہر ہوا ہے وہ وزیر اعظم ریاست کشمیر کی جو وہاں کے بہت سے واقعات کے ذمہ دار ہیں، علیحدگی ہے۔ جو بظاہر تو خرابی صحت کی وجہ سے ہوئی ہے لیکن حقیقتاً اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض بااختیار لوگوں پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ فسادات کے لمبا ہونے میں وزیر اعظم کا دخل ہے اور اس وجہ سے ان کو مجبور کیا گیا ہے کہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہا تھا کہ مہاراجہ صاحب کے والد نیک آدمی تھے اور وہ خود نوجوان اور ناتجربہ کار ہیں۔ اور میں ڈرتا

ہوں اگر انہوں نے اصلاح نہ کی تو ان کو بھی نقصان پہنچے اس لئے میں نے دوستوں سے کہا تھا کہ ان کے والد کی وجہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور وہ ظلم جو کسی زمانہ میں بھی جائز نہ تھا مگر اس زمانہ تہذیب میں تو بہت ہی بھیانک ہے اس کے لئے ذمہ دار افسروں کو علیحدہ کر دیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ ان واقعات و نتائج میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور پھر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے خلاف جو راجہ' مہاراجہ' حکومت یا بادشاہ چلے گا وہ دکھ اور عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اور جب اس تحریک میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے تو کوئی شخص خواہ وہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو' اگر اس میں دخل دے گا اور اس کی مخالفت کرے گا تو ضرور مونہہ کی کھائے گا۔ پس دوستوں کو پہلے سے بھی زیادہ دعاؤں اور توجہ کی نصیحت کرتا ہوں۔ بتیس لاکھ بندگان خدا کی مظلومیت کوئی معمولی بات نہیں۔ کسی انسان کا اگر ایک بیٹا یا بیٹی بیمار ہو تو اسے کس قدر تکلیف ہوتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کی اتنی مخلوق جب اس قدر مصیبت میں گرفتار ہے تو یقیناً ہم بھی آرام کی نیند نہیں سو سکتے۔ ہم اگر اور کچھ نہیں کر سکتے اگرچہ اور بھی کئی طریق سے ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں مثلاً روپیہ سے' لوگوں میں انکے لئے ہمدردی پیدا کرنے سے' غرضیکہ کئی ذرائع ہیں لیکن اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا تو ضرور کریں۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ وہ لوگ جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے بے شک دعاؤں پر تمسخر اڑائیں لیکن جن کا خدا پر ایمان ہے' ان کے نزدیک سب سے بڑا حربہ دعا ہے۔ اس کے مقابلہ میں نہ حکومتوں کی کچھ حقیقت ہے' نہ بادشاہوں اور ان کی افواج کی اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ہو تو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

رسول کریم ﷺ کی زندگی کا ایک واقعہ میں نے کئی بار سنایا ہے۔ اس زمانہ میں ایران کے بادشاہ کی ویسی ہی طاقت تھی جیسی آج انگریزوں کی ہے' بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ اب پارلیمنٹ ہے اور اس زمانہ کے ایرانی بادشاہ خود مختار ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں کسی شخص نے رسول کریم ﷺ کے خلاف اسے یہ کہہ کر بھڑکایا کہ یہ تمہاری سلطنت کے لئے خطرہ ہے۔ اس پر اس نے یمن کے گورنر کو لکھا کہ سنا ہے کہ عرب میں کوئی شخص اس طرح کا ہے اور اس کا وجود ہماری سلطنت کے لئے خطرہ کا موجب ہو سکتا ہے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اسے گرفتار کر کے میرے دربار میں حاضر کرو۔ اس زمانہ میں ایران کا اس قدر دبدبہ تھا کہ گورنر نے اس حکم کی تعمیل کے لئے مدینہ میں کسی فوج وغیرہ کے بھیجنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی بلکہ صرف تین آدمی بھیج دیئے

کہ جاکر پکڑ لاؤ۔ اور ساتھ ہی کہا میری طرف سے یہ سمجھا دینا کہ شاید تمہیں معلوم نہ ہو ایران کے بادشاہ کی کتنی طاقت ہے اور اس کی حکم عدولی کیسے نتائج مرتب کر سکتی ہے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو سپرد کر دو۔ میں سفارش کروں گا کہ تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ وہ پیغامبر مدینہ میں آئے اور یہ حکم سنایا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تیسرے دن جواب دوں گا۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس کوئی ظاہر سامان نہیں تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ ان کا تصرف مدینہ یا اس کے اردگرد پر تھا۔ تعداد میں چند ہزار سے زیادہ نہ تھے اور مقابل پر اتنی بڑی سلطنت تھی جتنی آج انگریزوں کی ہے۔ اور چین شام تک ایرانی حکومت تھی جس کا مقابلہ آسان نہ تھا لیکن رسول کریم ﷺ کو وہ ایمان حاصل تھا جو دنیا میں کبھی کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے آپ کے نزدیک اس حکومت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ آپ کسی بادشاہ سے نہ ڈرتے تھے۔ آپ کا بادشاہ صرف ایک تھا یعنی اللہ تعالیٰ۔ تین دن کے بعد جب انہوں نے دریافت کیا کہ فرمائیے آپ کیا جواب دیتے ہیں اور ساتھ ہی پھر کہا کہ ایران کے بادشاہ کی طاقت بہت زیادہ ہے اسلئے آپ اس کے حکم کا انکار نہ کریں ہاں گورنر یمن سفارش کریں گے اور نرمی کا برتاؤ کرانے کی کوشش ہو گی لیکن انکار کی صورت میں تمام عرب تباہ ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور جاکر گورنر سے کہہ دو کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند کو مار دیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی مار اس طرح نہیں ہوتی کہ وہ خود خنجر لے کر آئے۔ بلکہ بندوں کے ہی دلوں میں تحریک کر کے کام لے لیتا ہے۔ انہوں نے یہ سن کر پھر کہا اس کا نتیجہ بہت نقصان دہ ہو گا۔ مگر آپ نے فرمایا تم جاکر یہ کہہ دو انہوں نے کہا اگر تو یہ بات سچی ہوئی تو ہم مان لیں گے کہ آپ خدا کے نبی ہیں ورنہ سارے عرب کے متعلق ہمیں ڈر ہے کہ بادشاہ اسے ویران کر دے گا۔ آخر وہ لوگ واپس آگئے اور گورنر کو یہ جواب سنا دیا۔ اس نے کہا ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ ایران کی اطلاع کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کچھ دنوں کے بعد ایران سے ایک جہاز آیا جس پر سے چند سفیر اترے اور گورنر یمن کو ایک خط دیا۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق وہ آداب بجالایا اور اسے بوسہ دیا لیکن اس کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ اس پر نئی حکومت کی مہر تھی۔ جب اس نے خط کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے اپنے باپ کے ظلم و تعدّی کو دیکھ کر اسے قتل کر دیا ہے اور اب ہم بادشاہ ہیں اس لئے ہماری اطاعت کا سب سے اقرار لو۔ ہمارے باپ کے دوسرے ظلموں کے علاوہ اس کا ایک وہ حکم بھی تھا جو اس نے عرب کے ایک شخص کی جس کا کوئی گناہ نہیں گرفتاری کے متعلق دیا تھا اس لئے ہم اسے منسوخ

کرتے ہیں [1]۔ اس پر گورنر پر کھل گیا کہ رسول کریم ﷺ خدا کے رسول ہیں اور اس علاقہ میں اسلام پھیل گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے بندوں سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ یہ خطرہ تو ہو سکتا ہے کہ ہماری کمزوریاں اس میں کوئی خرابی نہ ڈال دیں ورنہ دنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی اسے نہیں روک سکتیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت شامل حال ہو تو بڑی بڑی حکومتیں بھی شکست کھا جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اس کے مظلوم بندوں کی حمایت میں لگے رہو۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ یہی وزیر اعظم اتنا زور ریاست میں رکھتے تھے کہ سب ان سے ڈرتے تھے اور کسی کو ان کے منشاء کے خلاف چلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس وقت میں نے انہیں کہلا بھیجا کہ یہ سب رعب و داب چند روز کی بات ہے اگر آپ اس عہدہ پر رہنا چاہتے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں جو میں لاہور گیا تو ان کے بھائی کے پاس جو لاہور میں رہتے ہیں درد صاحب کو بھیجا کہ جا کر کہیں کہ وہ اپنے بھائی کو یہ سمجھائیں کہ مسلمانوں کے حقوق دے دیں اور ظلم اور تعدی سے باز آ جائیں ورنہ وہ اپنے عہدہ پر نہیں رہ سکیں گے۔ درد صاحب دس بجے کے قریب وہاں سے واپس آئے اور گیارہ بجے وہ خود اپنے بھائی کے مکان پر پہنچ گئے۔ ان کے بھائی نے میرا پیغام ان کو پہنچا دیا جسے وہ سنتے ہی جموں چلے گئے۔ مگر وہاں جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ میں نے الٰہی خبر کے ماتحت یہ نہیں کہا تھا بلکہ ان کے متعلق جو خبریں مجھے ملیں ان کو میں نے قبول کر لیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ کشمیر کے باقی ظالم افسروں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ انسان کے لئے سب سے بڑی تباہی یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو نہیں پہچانتا اور غرور میں رہتا ہے۔

دوستوں کو چاہئے کہ پہلے سے بھی زیادہ دعائیں کریں اور مالی و جانی قربانیوں کے لئے بھی تیار رہیں۔ میں نے بتایا تھا کہ یہ بھی غلام کو آزاد کرانا ہے۔ اب اس قسم کے غلام تو نہیں جو پہلے زمانہ کے تھے اس لئے اس زمانہ میں ایسے لوگوں کو جو اس طرح مظلوم اور حکام کی تیغِ ستم کے نیچے ہیں، چھڑانا غلاموں کو آزاد کرانے کے مترادف اور ثواب کا موجب ہے۔

(الفضل ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء)

---

[1] طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۷۲ تا ۱۵۷۴ مطبوعہ بیروت